پروفیسر حافظ احمد یار کی زیر تالیف کتاب

"لغات و اعرابِ قرآن"
کا
مقدّمہ

(قسط نمبر ۲)

اردو زبان میں مستند اور دستیاب تراجم قرآن کی تعداد اس وقت درجن سے بھی زیادہ ہو چکی ہے اور عام اردو دان پڑھالکھا طبقہ اس سے استفادہ بھی کرتا ہے۔ تاہم اس میں قاری کو مُترجِم (ترجمہ کنندہ) کے علم و دیانت پر ہی بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہر شخص اپنے "مکتب فکر" کے ترجمہ کو ہی ترجیح دیتا بلکہ اسی میں محصور ہو کر رہ جاتا ہے۔ قرآن کریم جیسی عظیم کتاب ہدایت کے فہم کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ــــ ترجمہ کی حد تک ــــ مطالعہ بھی اتنی اونچی علمی سطح پر تو کیا جائے کہ پڑھنے والا اپنے لغات و اعراب کے علم کی بناء پر ترجمۂ قرآن کی لغوی اور نحوی بنیاد کو سمجھ سکتا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ یہی دو امور۔ لغات و اعراب ــــ ہی ترجمۂ قرآن یا براہ راست فہم قرآن کی بنیاد اور جان ہیں۔

اس کے ذریعے ہی ــــ

۱۔ یہ پتہ چل سکتا ہے کہ کس مُترجِم نے کن لغوی معنوں کو ترجیح دی ہے۔

۲۔ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کس مُترجِم نے ترکیب نحوی میں کس چیز کو ملحوظ رکھا ہے۔

۳۔ اس بات کی نشاندہی ممکن ہے کہ کسی مترجم نے کہاں اور کس نوعیت کی غلطی کی ہے۔ اس غلطی کا معمولی یا سنگین ہونا ــــ اور دانستہ یا نادانستہ ــــ ہونا ایک اضافی بات ہے۔

۴۔ اور اس کے ذریعے ہی کسی مترجم کی الفاظِ ترجمہ کے انتخاب میں غلطی یا درستی سامنے آتی ہے اور خوب اور خوب تر کا فرق بھی واضح اور نمایاں ہو جاتا ہے۔

جب راقم الحروف کو قرآن اکیڈمی میں پہلے دو سالہ کورس کے طلبہ کو ترجمۂ قرآن پڑھانے کی ذمہ داری سونپی گئی تو پہلے تو یہی خیال میں آیا کہ مختلف تراجم سامنے رکھ کر ان کے حوالے سے ترجمہ پڑھایا جائے (یعنی یہ بتایا جائے کہ فلاں صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے اور فلاں نے یوں ـــــ وغیرہ) لیکن ہفتہ بھر میں یہ محسوس کر لیا گیا کہ اس طرح تو طالب علموں کو تراجم میں (باہمی) فرق کی وجہ معلوم ہی نہیں ہو سکے گی۔ چونکہ یہ کلاس عربی صرف و نحو کا وہ ضروری نصاب مکمل کر چکی تھی جس کا ذکر ابھی آئے گا ـــــ اس لئے یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ لغات و اعراب کے بارے میں طلبہ کے اس علمی اور ذہنی پس منظر کے حوالے سے اصلی لفظی ترجمۂ قرآن ـــــ یعنی فہم معنئ عبارت ـــــ کی بات کی جائے اور پھر اردو محاورہ کی خاطر کی جانے والی تبدیلیوں اور انتخاب الفاظ میں کسی مترجم کے معیار اور اس کے ذوق کا موجودہ تراجم کے ذریعے تقابلی مطالعہ بھی کیا جائے ـــــ وقت کی کمی کے باعث ہم جملہ تراجم قرآن کا کماحقہ تقابلی مطالعہ تو نہ کر سکے ـــــ تاہم موقع اور ضرورت کے لحاظ سے بعض دفعہ اس تقابلی مطالعہ نے خوب فائدہ بھی پہنچایا اور اس میں ایک لطف بھی آیا ـــــ

یوں قرآن اکیڈمی میں ترجمۂ قرآن کی اس تدریس سے ہی راقم الحروف کے ذہن میں یہ بات آئی ـــــ اور اس کا محرّک کلاس کے بعض ذہین طلبہ کے کچھ سوالات بھی بنے ـــــ کہ اردو میں "لغات و اعرابِ قرآن" کی روشنی میں "ترجمۂ قرآن کی لغوی اور نحوی بنیادیں" واضح کرنے کے لئے ایک کتاب لکھی جائے جس کے اندر کلاس میں کئے گئے اجمالی کام کی تفصیل آجائے۔ اس کتاب کا نام (یا عنوان) مندرجہ بالا اوین میں دی گئی عبارتوں میں سے ایک کو ہی قرار دیا جائے۔ سرِدست پہلے نام کو اختیار کر لیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تالیف کے سلسلے میں راقم الحروف کو اپنے لئے کچھ رہنما اصول مقرر کر لینا ضروری معلوم ہوا۔ ان کی تفصیل یوں ہے۔

۱۔ جہاں تک کلماتِ قرآن کی لغوی تحقیق (لغات القرآن) کا تعلق ہے۔ اس میں مادہ اور اشتقاق کی صرفی بحث سے آگے کسی کلمہ کے لغوی معانی کی بحث میں محتاط ہونا ضروری سمجھا گیا۔ اس لئے کہ لغات (ڈکشنری) کی مثال تو ایک ایسے "کباڑ خانہ" کی ہے جس میں سے ہر آدمی اپنی ضرورت کی چیز ڈھونڈ نکالتا ہے۔ ہمارے نزدیک کسی کلمہ یا عبارت کے

متعدد لغوی معانی سے انتخاب یا ترجیح میں سیاق عبارت کے علاوہ سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مستند تفسیر ماثور کو نظر انداز کرنا صریح گمراہی اور دانستہ یا نادانستہ اسلام دشمنی ہے۔ قرآن وسنّت نے عربی زبان کے جن کلمات کو ایک ''دینی اصطلاح'' بنا دیا اب اس کے اصطلاحی معنی سے ہٹ کر لغت کے کونوں کھدروں سے کوئی شے تلاش کر کے لانے کی کوشش کرنا محض کولمبس بننے کے شوق اور خواہش کا اظہار ہے۔ یہ چیز دین یا قرآن کی کوئی خدمت نہیں ہے۔

اس لئے اس معاملے میں ہم نے عام بڑی معاجم (ڈکشنریوں) اور غریب القرآن پر لکھی گئی مخصوص کتابوں کے علاوہ مستند تفاسیر میں سے شرح مفردات والے حصوں سے استفادہ کیا ہے۔ اور بعض جگہ الفاظ کے معنی عربی الفاظ میں نقل کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ اس سلسلے میں جن قوامیس اور تفاسیر سے خصوصاً استفادہ کیا گیا ہے ان میں سے اہم یہ ہیں:۔

القاموس المحیط (فیروز آبادی) اور اس کی شرح تاج العروس پر مبنی ''مدّ القاموس'' یعنی 'LANE'S LEXICON' المفردات (راغب) قاموس قرآن (قرشی) معجم غریب القرآن (فؤاد عبدالباقی)۔تفاسیر میں سے زمخشری 'طبرسی اور آلوسی کے لغوی مباحث کے ساتھ المصحف المیسر کے حواشی 'الفراء کی معانی القرآن اور جلالین۔

۲۔ اعراب القرآن کے معاملے میں نہ صرف مذکورہ بالا تفاسیر کے نحوی مباحث کو سامنے رکھا گیا ہے بلکہ اعراب القرآن کی مختص کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ جن میں سے خصوصاً قابلِ ذکر یہ ہیں۔ العکبری کی ''التبیان فی اعراب القرآن'' (جو ''املاء ما منّ به الرّحمٰن'' کے نام سے مشہور ہے) 'ابن الانباری کی ''البیان فی غریب اعراب القرآن' القیسی کی ''مشکل اعراب القرآن'' اور الزجاج کی ''اعراب القرآن''۔ تاہم کتب اعراب القرآن کے بعض مباحث کو ہم نے اپنی کتاب میں شامل نہیں کیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔

(الف) اعراب القرآن کی کتابوں میں عموماً اور بعض تفاسیر میں بھی قراءات سبعہ میں سے متعدد قراءات کے مطابق اعراب بیان کئے جاتے ہیں۔ ہم نے اس معاملے میں ان

کتابوں سے اپنا استفادہ صرف قراءت حفص (عن عاصم) تک محدود رکھا ہے۔ اس لئے کہ برصغیر بلکہ تمام ایشیائی ممالک میں ــــ اور افریقی ممالک میں سے مصر میں بھی ــــ صرف یہی قراءت متداول ہے۔ اور اسی کو سمجھنا اور سمجھانا ہمارا مقصد اوّلین ہے۔

(ب) اعراب القرآن کی کتابوں میں بعض ایسی توجیہات اور تاویلات بھی مذکور ہوتی ہیں جن کا فہمِ عبارت سے چنداں تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً بعض مبنی کلمات میں رفع، نصب یا جر...... تینوں اعراب کی وجہ ثابت کر دکھانا۔ بعض افعال میں نصب اور جزم دونوں کے امکانات بیان کرنا، یا بعض مشکل اعراب میں مختلف نحوی آراء (یا امکانات) لکھ کر کسی کو غلط اور کسی کو درست قرار دینا وغیرہ ــــ یا مثلاً اس قسم کے "نحوی مباحث" کہ بسم اللہ میں "ب" کی زیر (کسرہ) کیوں ہے فتحہ یا ضمہ کیوں نہیں؟ ــــ یا ضمیر "نحن" میں آخری نون پر پیش (ضمہ) کیوں ہے؟ وغیرہ

بعض مشکل اعراب کی توجیہ وتاویل مقدرات اور محذوفات کے ذریعے کرنے کی یقیناً ضرورت پڑتی ہے، تاہم اس معاملے میں نحوی بزرگوں کے بہت سے مباحث کو ایک قسم کا "علمی ہیضہ" ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ جس کا رونا ابن مضاء القرطبی سے لے کر مصری مؤلفین دکتور شوقی ضیف اور عباس حسن تک نے رویا ہے۔ اور اسی وجہ سے مصر میں سرکاری سطح پر "تیسیر النحو" کیلئے کئی بار کوشش کی گئی۔ جس کو بعض علماء نے "روایت سے انحراف" کہہ کر رد کرنے کی کوشش بھی کی اور بعض "اصلاحات" کو قبول بھی کر لیا گیا۔ اور اس "تعسیر النحو" اور "تیسیر النحو" کے مظاہر ہمیں عباس حسن کی علم نحو پر سب سے جامع اور مبسوط کتاب "النحو الوافی" اور دکتور شوقی ضیف کی مختصر مگر جامع کتاب "تجدید النحو" میں نظر آتے ہیں۔ مقدم الذکر نے نحو کے مسائل کو ایک طرح سے "ضروری" اور "زائد از ضرورت" (یا خالص علمی ونظریاتی مسائل) میں تقسیم کر کے ہر ایک کو الگ الگ بیان کیا ہے۔ جبکہ شوقی ضیف نے "نحو" کے غیر ضروری جھاڑ جھنکار کو کاٹ پھینکا ہے اور صرف زبان (عربی) کو درست بولنے، لکھنے اور سمجھنے کی حد تک ضروری قواعد کو بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں بعض روایتی اصطلاحات کی جگہ نئی اصطلاحات میں قواعدِ زبان بیان کئے ہیں۔

اس طرح آج کل نحو کی تعلیم اور تدریس کو " وظیفی " (FUNCTIONAL) اور "تخصیصی " (SPECIALISED) میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ تخصیصی پر عبور پانے کی ضرورت صرف ان حضرات کو ہے جنہوں نے تمام عمر مدارس یا جامعات میں عربی نحو کی تعلیم وتدریس کو ہی اپنا پیشہ یا مہارت خصوصی بنانا ہو۔

جہاں تک زبان کے درست بولنے، لکھنے اور سمجھنے کا تعلق ہے اس کے لئے "نحو وظیفی " کے مسائل تک کی تعلیم کافی ووافی ہے اور اس درجہ تک پہنچنا بھی کوئی معمولی کارکردگی (ACHIEVEMENT) نہیں ہے' بنا بریں ہم نے کتب اعراب القرآن میں بیان کردہ مشکل یا "دقیق " مباحث کو شامل نہیں کیا ہے۔

(ج) کتب اعراب القرآن میں عموماً نص قرآنی کے ایک ایک کلمہ (اسم ہو یا فعل یا حرف) پر بات نہیں کی جاتی' بلکہ صرف چیدہ چیدہ اور قدرے مشکل اعراب والی آیات اور عبارات کو ہی زیر بحث لایا جاتا ہے اور بعض (مثلاً مکی بن طالب القیسی) نے تو صاف لکھا ہے کہ " ہماری کتاب مبتدیوں کیلئے نہیں بلکہ صرف منتہی اور ماہر نحو حضرات کیلئے لکھی گئی ہے " ...... اعراب القرآن کی کتابوں میں سے حال ہی میں دارالارشاد حمص (شام) سے شائع ہونے والی استاد محی الدین الدرویش مرحوم کی کتاب "اعراب القرآن وبیانہ " واحد کتاب ہے جس میں قرآن کریم کے ایک ایک کلمہ پر نحوی بحث کی گئی ہے۔ ہم نے اس کتاب کو ہی نمونہ بناتے ہوئے نحو کے بظاہر معمولی اور مبتدیانہ مباحث کو بھی شامل بحث کر لیا ہے کیونکہ اس سے نحو کے ذریعے قرآن سمجھنے اور قرآن کے ذریعے نحو کے مسائل کو سمجھنے اور ان کا اعادہ کرنے کا دوطرفہ عمل جاری رہ سکتا ہے۔

(د) اعراب القرآن کی کتابوں میں عموماً کلمات کے مادہ اور اشتقاق بلکہ بعض دفعہ صرفی تعلیلات کا بھی ذکر کر دیا جاتا ہے۔ ہم نے اس کے لئے الگ عنوان اللغۃ مقرر کیا ہے۔ اس حصے میں سب سے پہلے ہر کلمہ کا " مادہ " اور " وزن " ہی بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر اس کے معانی وغیرہ کی بات کی گئی ہے اور عنوان الاعراب کے تحت کسی کلمہ کے دوسرے کلمات کے ساتھ تعلق یعنی ترکیب نحوی کی بات کی گئی ہے۔ جس سے عبارت کے معنی متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لئے بعض جگہ ہم نے کسی عبارت کے تقابلی ترجمہ کا

ذکر اسی.... "الاعراب" والے ___ عنوان کے تحت کیا ہے۔

اس کے علاوہ کتاب میں اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ہر کلمہ کا (اسم یا فعل کی حد تک) "مادہ" اور "وزن" بیان کرنے کے بعد تعلیل صرفی (اگر کوئی ہوئی ہو تو) کی طرف بھی "وزن اصلی" اور "شکل اصلی" لکھ کر اشارہ کر دیا ہے۔ تعلیل کے قاعدے کو ہر جگہ بیان نہیں کیا گیا۔ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ مطالعہ کنندہ ہمارے مطلوبہ معیار کے نصاب کو (جس کا ذکر آگے آ رہا ہے) پڑھ چکا ہے اور وہ صرف اتنے اشارہ سے ہی تعلیل کو سمجھ جائے گا۔ نیز یہ طریقہ اس کے لئے پڑھے ہوئے قواعد صرف کے اعادہ' یاددہانی اور مزید مشق کا باعث بھی بنے گا۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے مادہ کے بنیادی معنی کی طرف توجہ دلانے کیلئے ہر "مادہ" سے فعل ثلاثی مجرد (اگر مستعمل ہے) اپنے باب اور مصدر سمیت بیان کیا ہے اور عموماً وہی مصدر لیا گیا ہے جو قرآن کریم میں کسی جگہ مستعمل ہوا ہو ___ ورنہ کسی ایک آسان سے مصدر کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے ___ اور اگر وہ فعل ثلاثی مجرد قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوا تو اس بات کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔

ہم نے **اللغۃ** عنوان کے تحت کسی مفرد کلمہ کے اردو معنی بیان کرنے میں' اور **الاعراب** عنوان کے تحت کسی عبارت کے بلحاظ ترکیب اردو معنی کے بیان میں' قرآن کریم کے قریباً تمام متداول اردو تراجم ___ بلکہ بغرض نشان دہی بعض گمراہ کن تراجم کو بھی ___ سامنے رکھا ہے اور کئی جگہ مُترجِم کا نام لئے بغیر تقابلی مطالعہ کیلئے مختلف تراجم کے اقتباسات پیش کئے ہیں۔ اس سے مطالعہ کنندہ کو ترجمہ کے غلط یا درست ہونے یا اس میں زبان اور محاورے کے لحاظ سے کسی خوبی کی کمی بیشی کا بھی پتہ چل سکتا ہے۔

گذشتہ صفحات میں بار بار یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہماری یہ (مجوزہ) کتاب کم تعلیم یافتہ لوگوں اور محض مبتدیوں کیلئے نہیں ہے ___ اور نہ ہی اس سے علماء وفضلاء کو چراغ دکھانا مقصود ہے.... البتہ ان کے لئے بھی شاید یہ اس لحاظ سے قابل توجہ قرار پائے کہ اس میں بعض منتشر معلومات کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اہل علم وفضل کی طرف سے تنقید وتبصرہ کی صورت میں ہر قسم کی راہنمائی کو بخوشی بلکہ بشکریہ قبول کیا جائے گا۔

یہ کتاب بنیادی طور پر.... لغۃ واعراب کی حد تک ___ صرف ان لوگوں کیلئے لکھی گئی

ہے جو عربی صرف و نحو کا کم از کم مندرجہ ذیل نصاب پڑھ چکے ہوں۔ اس نصاب کے مطالعہ میں اس حقیقت کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہر نئی زبان ابتداء میں مشکل معلوم ہوتی ہے۔ تھوڑی سی محنت کے بعد اللہ تعالیٰ آسان فرمادیتا ہے اور پھر جس قدر محنت کی جاتی ہے آسانیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ عربی سیکھنے جیسی نعمت کے لئے ذوق وشوق اور محنت بہرحال ضروری ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجوّزہ نصابِ صرف و نحو
کلمہ اور اس کی اقسامِ ثلاثہ (اسم ٗفعل ٗحرف)

اِسم

مطالعۂ اسم کے چار پہلو :۔ حالت ٗجنس ٗعدد ٗوسعت

① **اسم بلحاظ حالت :** حالاتِ (استعمال) کی تبدیلی کی بناء پر اسم کے آخر میں تبدیلی یعنی اعراب کا تعارف۔ اِعراب (آخر کی تبدیلی) قبول کرنے یا نہ کرنے کے لحاظ سے اسم کی تقسیم: معرب ٗغیر منصرف اور مبنی

اعرابی تبدیلی کی تین صورتیں : رفع ٗنصب اور جر۔

علاماتِ اعراب۔ منقوص ٗممدود اور مقصور۔

اسماء میں اعرابی علامات۔ غیر منصرف اسماء کی معروف اقسام اور ان کی پہچان (مثلاً عجمی نام ٗعورتوں کے نام ''ۃ'' پر ختم ہونے والے نام وغیرہ)

② **اسم بلحاظ جنس :** تذکیرو تانیث۔ حقیقی اور قیاسی مؤنث۔ علاماتِ تانیث۔ تائے مربوطہ اور تائے مبسوطہ کا فرق۔ سماعی مؤنث (باقاعدہ اور بے قاعدہ) اسم کی بصورتِ تذکیرو تانیث اعرابی علامات۔

③ **اسم بلحاظ عدد :** مفرد (واحد) ٗمثنیٰ (تثنیہ) اور جمع ـــــ جمع سالم مذکر۔ جمع سالم مؤنث۔ جمع مکسر۔ اسم جمع۔ واحد تثنیہ اور جمع (مذکر ومؤنث) میں علاماتِ اِعراب۔ مشابہ تثنیہ اور مشابہ جمع سالم مذکر کلمات کا اعراب ـــــ اعراب بالحرکات اور اعراب

بالحروف کی پہچان اور اسم کی اعرابی گردان کی مشق۔

④ .اسم بلحاظ وسعت (دلالت) : اسم ذات 'اسم معنی (عدد' مصدر)،اسم صفت۔ نکرہ 'معرفہ 'معرفہ کی اقسام۔ معرف باللام ۔ ہمزۃ الوصل اور ہمزۃ القطع ۔ ہمزۃ الوصل والے اسماء ثمانیہ کاتعارف۔

● **ضمیر کا مفہوم اور ضمائر کی اقسام :** ضمائر کی بلحاظ مدلول غائب' حاضر اور متکلم میں تقسیم۔

ضمائر کی اعرابی استعمال کے لحاظ سے تقسیم۔

مرفوع' منصوب اور مجرور ضمیریں منفصل اور متصل ضمیر کا مطلب اور ان کی رفع' نصب' جر کی مختلف شکلیں ـــ یکساں اور مختلف شکلوں کی پہچان ۔

● اسم اشارہ 'اسم استفہام 'اسم موصول 'اسم شرط اور اسم عدد کی اقسام اور ان میں مبنی و معرب کی پہچان اور علامات ۔

● **مرکبات :-** توصیفی 'اضافی' جاری 'اشاری 'ظرفی اور عددی مرکبات کے قواعد'اسماء ستہ مکبّرہ میں سے صرف چار (ذو' اب' اخ اور فم) کی اعرابی گردان (جس مین ذو کی بلحاظ جنس اور بلحاظ عدد تمام صورتیں شامل ہوں)

● **جملہ اسمیہ کے اجزاء کی ترتیب اور ترکیب۔** مفرد یا مرکب مبتداء اور خبر کی پہچان اور ان کے استعمال کے ضروری بنیادی قواعد۔

فعل

○ **مادہ' وزن :-** حروفِ مادہ کی تعداد کے لحاظ سے فعل کی تقسیم۔ ثلاثی' رباعی۔

○ **فعل کی تقسیم بلحاظ زمانہ :-** ماضی 'مضارع (برائے حال و مستقبل) 'امر۔

○ **مادہ سے اشتقاقِ افعال** تصریفات الفعل (گردانوں) کے ذریعے فعل کے مختلف صیغوں کی ساخت اور پہچان کے طریقوں کی مشق۔

○ **فعل ثلاثی مجرد :** ماضی اور مضارع کی تصریف (گردان) ۔ ابواب ثلاثی مجرد۔

○ فعل ثلاثی مزید فیہ کے صرف دس (قرآنی) ابواب (یعنی اِفعال' تفعیل' مفاعلۃ 'تفعّل' تفاعل' افتعال' انفعال' افعِلال' افعیلال اور استفعال) کے ماضی اور مضارع کی گردانیں اور ان کے مصادر اور اوزان کی پہچان۔

○ فعل رباعی مجرد اور اس کے مزید فیہ (سے صرف باب اِفعِلّال) کے ماضی مضارع کی گردان۔

○ تقسیم فعل بلحاظ معنی : فعل لازم اور متعدی کا تعارف اور اس کی پہچان (بذریعہ معنی یا بذریعہ باب) کا طریقہ — لازم ابوابِ فعل۔

○ فعل معروف اور فعل مجہول کا مفہوم۔ مختلف (متعدی) ابواب سے فعل مجہول — ماضی اور مضارع — کی گردانیں اور صیغوں کی پہچان کی مشق۔

○ مضارع کے تغیرات :۔ فعل مجرد و مزید فیہ کے مختلف ابواب سے مضارع منصوب بِلَنْ، مضارع مجزوم بِلَمْ اور مضارع مؤکد بنون ثقیلہ و خفیفہ کی گردانیں......

بصیغۂ مجہول استعمال ہونے والے بعض افعال کا تعارف (مثل، غشی وزکم)

○ فعل امر اور فعل نہی (حاضر) کی تصریف (گردان)۔ امر غائب اور نہی غائب (معروف اور مجہول) کی گردان۔

○ فعل کی اقسام بلحاظ نوعیتِ حروف مادہ : صحیح اور غیر صحیح (سالم غیر سالم) فعل اور اس کی اقسام۔ مہموز اور مضاعف کے تغیرات (تخفیف وادغام) کے قواعد اور مختلف ابواب سے ان کے ماضی اور مضارع (معروف و مجہول) مع تغیراتِ ثلاثہ (نصب' جزم اور تاکید) کی گردان۔ مہموز اور مضاعف سے فعل امر و نہی کی گردان اور صیغوں کی متبادل صورتوں کی پہچان۔

○ فعل غیر صحیح معتل (واوی یائی) کی اقسام۔ مثال' اجوف' ناقص اور لفیف (مقرون و مفروق) کے قواعدِ تعلیلات (اعلال) — ہر قسم کے فعل کی مجرد اور مزید فیہ کے (مستعمل) ابواب سے فعل ماضی اور مضارع (معروف و مجہول) اور امر و نہی کی گردانیں — معتل ابواب سے فعل مضارع کے تغیرات ثلاثہ (نصب' جزم' توکید) کے ساتھ گردانیں اور صیغوں کی شناخت۔

○ باب افتعال ' تفعل اور تفاعل (کی تاء) میں ابدال وادغام کے لازمی اور جوازی قواعد اور ان ابواب سے ماضی مضارع (معروف ومجہول) اور امر ونہی کی گردانیں اور صیغوں کی پہچان ۔

○ صرفی قواعد (تخفیف ' ادغام ' تعلیل وغیرہ) کی بناء پر شکل بدلنے والے افعال کے صیغوں میں " وزن اصلی " اور " شکل اصلی " کی پہچان ۔

○ جملہ فعلیہ کی ترکیب ' اس کے اجزاء کی ترتیب اور اس میں عدد و جنس کے استعمال کے قواعد۔ نون الوقایۃ کے مواقع استعمال ۔

○ افعال ناقصہ ' لیس اور ما الحجازیہ ' افعال مقاربہ ' افعال الشروع ' افعال الرجاء ' افعال القلوب ' غیر متصرف افعال ' اسماء الافعال ' افعال مدح و ذم ' افعال تعجب کا تعارف ۔

○ مادہ سے اشتقاق اسماء

(۱) **ابواب ثلاثی مجرد صحیح اور غیر صحیح سے اسماء مشتقہ کے اوزان :۔** اسم الفاعل ' اسم المفعول ' اسم الظرف ' اسم الآلہ ' اسم ' الصفۃ ' الصفۃ المشبّہۃ ' افعل التفضیل ' افعل الوان و عیوب اور اسم المبالغہ کے اوزان اور ان کی بناء پر اسمائے مشتقہ بنانے کی مشق اور ان اسماء کی گردانیں اور بدل جانے والی صورتوں کی پہچان ــــ

(۲) صحیح اور غیر صحیح مادوں سے رباعی مجرد اور ثلاثی و رباعی مزید فیہ ابواب سے (بن سکنے والے) اسماء مشتقہ کی ساخت کے قواعد اور ان کی پہچان ۔

○ غیر صحیح مادوں سے قواعد صرفی کے تحت بدل جانے والے اسماء مشتقہ میں وزن اصلی اور شکل اصلی کی پہچان ۔ غیر صحیح مادوں سے بننے والے بعض اسماء میں حروف مادہ کا قلب اور تعویض (مثل ماء ' شفۃ ' سنۃ ' ابن ' اسم ' اب ' اخ ' فم وغیرہ)

○ صرفِ صغیر کا تعارف اور اس کے ذریعے افعال اور اسماء مشتقہ کی ساخت اور پہچان کی مشق ۔

○ اسماء مشتقہ میں سے اسماء مشبہ بالفعل (صرف فاعل ' مفعول ' صفۃ مشبہ اور مصدر) کے عملِ فعل کا تعارف اور عملی مثالوں سے مشق ۔

حرف

حروف عاملہ اور ان کا معانی پر اثر:۔ جارّہ، مشبہ بالفعل، نواصبِ مضارع، جوازِم مضارع، نفی اور نداء کے حروف۔
حروفِ غیر عاملہ اور ان کا معانی پر اثر، افعال پر داخل ہونے والے غیر عامل حروف۔
حروفِ جارہ کے فعل کے ساتھ بطور صلہ استعمال سے واقفیت۔

وجوہِ اعراب

اعراب الاسم

مرفوعات : مبتدا، خبر، فاعل، نائب فاعل، خبرانّ، اسم کان، منادٰی مفرد۔
منصوبات : مفاعیل خمسہ (مطلق، بہ، لہ، فیہ، معہ) حال، تمییز، لائے نفی جنس، نداء اور استثناء (کی بعض صورتیں) عددی مرکبات (میں بعض معدود یا تمیز)، محذوف الناصب منصوبات۔ تحذیر، اغراء، اختصاص، اشتغال الفعل۔
مجرورات: مجرور بالجبر کا مجرور بالاضافہ، اضافت ظرف، بعض عددی مرکبات میں معدود یا تمیز کی جر۔

اعراب الفعل

فعل مضارع کے لفظی اور معنوی تمام نواصب اور جوازم کا مکمل تعارف۔
توابع:۔ نعت (حقیقی و سببی) توکید (لفظی و معنوی)، بدل (اور اس کی اقسام؛ عطف۔

○ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل موضوعات کا بھی کم از کم سرسری مطالعہ ضرور کر لینا چاہئے۔
(۱) مزید فیہ ابواب کے تسمیہ کے مختلف طریقے (۲) ثلاثی اور رباعی مزید فیہ کے بقیہ (غیر قرآنی) ابواب (یعنی افعیعال، افعوّال، تفعلل، افعنلال) (۳) ملحق برباعی کا

تعارف (۴) خاصیات ابواب (۵) اسباب منع صرف (۶) اوزان جمع مکسر (قلت و کثرت) (۷) تصغیر (۸) نسبت (۹) اسم ثلاثی، رباعی اور خماسی (مجرد و مزید فیہ) (۱۰) ثلاثی مجرد کے اہم اوزانِ مصادر، مصدر جامد، مصدر صناعی، اسم المرۃ، اسم الھیئۃ (۱۱) نداء میں ندبہ، استغاثہ اور ترخیم کا استعمال (۱۲) تاریخ (میں دن، مہینہ، سال) بیان کرنے کا طریقہ (۱۳) کسری اعداد کا طریقہ (۱۴) ظروف مبینہ اور حروف عاملہ و غیر عاملہ کا تفصیلی بیان (۱۵) صرفِ کبیر کا تصور۔

مذکورہ بالا نصاب کے بیان میں موضوعات کی تدریسی تدریج سے زیادہ ان کی منطقی تقسیم اور ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً یہ ممکن ہی نہیں کہ صرف اسم کے سارے قواعد پہلے پڑھا دیئے جائیں اور اس میں فعل یا حرف کا ذکر بھی نہ آنے دیا جائے۔ ایک ہی موضوع سے متعلق تمام قواعد کو یکجا یا یکدم پڑھانے کی کوشش (جیسا کہ ہماری بیشتر پرانی نصابی کتابوں میں کیا گیا ہے) ہرگز مفید نہیں اس سے قواعد کے اطلاق کی عملی مشق بذریعہ تمرین و ترجمہ کے امکانات کم اور اسی نسبت سے نتائج حوصلہ شکن ہو جاتے ہیں۔

اس لیے ضروری ہے کہ بیک وقت مختلف نحوی صرفی موضوعات (اسم، فعل، حرف) کے قواعد و احکام کی ایک حکیمانہ امتزاج اور تدریج کے ساتھ ایسی مرحلہ وار تدریس ہو، جس میں "معلوم سے نامعلوم" اور "آسان سے مشکل" کی طرف چلنے کے زریں تعلیمی اصول کو پوری طرح مدنظر رکھا جائے اور ترجمتین اور تمرینات کے ذریعے قواعد زبان کو ذہن نشین کرانے کی مشق کرائی جائے۔

○ اس سلسلے میں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ صرف و نحوی۔۔ اور خصوصاً نحوی تعلیم کے "مبتدیانہ" سے لے کر "منتہیانہ" اور تخصصی مراحل تک بنیادی موضوعات اور مباحث تو قریباً یہی رہتے ہیں (جن کا اوپر نصاب میں ذکر ہوا ہے) فرق صرف نقطۂ توجہ، معیار کی سطح، ہدف کی وسعت اور مسئلہ تک پہنچ اور رسائی کے طریقے کا ہوتا ہے۔ اور اس کی مثال سیرت طیبہ یا عام تاریخ جغرافیہ وغیرہ کے وہ موضوعات ہیں جن کا مطالعہ مڈل یا میٹرک میں بھی کیا جاتا ہے اور پھر ایم اے یا اس سے بالاتر سطح پر بھی وہ زیر بحث لائے جا سکتے ہیں۔۔۔ لہٰذا عربی زبان کی ایسی تدریس۔۔۔ جس میں مختلف صرفی و نحوی موضوعات کا حکیمانہ امتزاج اور منطقی

تدریج بھی ہو اور جس کا ہدف اور مطمع نظر " وظیفی " (FUNCTIONAL) صرف و نحو کے ان تمام قواعد کا احاطہ (اور ان کا عملی اطلاقی استعمال) تو ہو، جن کا جاننا کسی بھی عربی ــــ بلکہ ادبی عربی ــــ عبارت کو سمجھ لینے اور اپنے مافی الضمیر کو عربی زبان ــــ دارجہ نہیں بلکہ فصحی ــــ میں درست طریقے پر سمجھانے کے لئے ضروری ہے ــــ اور جس میں پیشہ ورانہ تخصص سے متعلق علم النحو کے خالص نظریاتی مباحث میں الجھنا مطلوب و مقصود نہ ہو ــــ ایسی تدریس کے لئے اچھے استاد کے علاوہ دو قسم کی کتابوں کے بغیر چارہ نہیں ہو گا۔

(۱) ایک تو کوئی اچھا سا " درسیہ " (READER) جس میں طالب علم کے لئے معتدبہ مقدار میں ذخیرۂ الفاظ (VOCABULARY)، موزوں اور منتخب قرآنی دروس اور دیگر شستہ عربی نصوص (TEXTS) کی صورت میں موجود ہو۔

(۲) دوسرے قواعدِ صرف و نحو پر کوئی اچھی کتاب جس میں قواعد زبان کے تدریجی بیان کے ساتھ ساتھ ان کے عملی اطلاق (APPLIED GRAMMAR) کے لئے ترجمتین اور تمرینات کی صورت میں " سامانِ مشق " بھی جمع کیا گیا ہو۔

اور ایسی مفید درسی کتابوں کے انتخاب میں ان طلبہ اور شائقین عربی کی ضرورت کو خصوصاً ملحوظ رکھا جانا چاہئے جن کا اصل مسئلہ " وقت کی کمی " ہے۔ یعنی سکول کالج یا یونیورسٹی سطح تک کے تعلیم یافتہ لوگ جن کی معاشی مجبوریاں اور مصروفیات بھی سدراہ بنتی ہیں مگر بایں ہمہ وہ عربی زبان سیکھ کر قرآن کریم سے اپنے ایمانی اور قلبی تعلق کے ساتھ ساتھ، اس سے اپنا ذہنی اور شعوری علمی رابطہ بھی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی تعداد بھی بفضلہ تعالیٰ روز افزوں ہے ــــ یہ حضرات اب نہ تو مدارس عربیہ میں کئی برس لگا سکتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی ایسے پیچیدہ طریقِ تعلیم کے متحمل ہو سکتے ہیں جس میں ڈول کھینچنے کی مشق زیادہ کرائی جاتی ہو پانی چاہے آئے یا نہ آئے ــــ اور ستم ظریفی یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے " فہم قرآن کی خاطر تعلّم عربی " کے شوق کو بعض مطوّلات سے شرفیاب ایسے بھاری بھر کم اہلِ علم و فضل کی تنقید بلکہ تضحیک کا نشانہ بھی بننا پڑتا ہے، جو " درجہ ضرورت " اور " درجہ فضیلت " کے درمیان ــــ یا بالفاظ دگر قواعد زبان کی تعلیم میں " عملی ضروریات " (FUNCTIONAL NEEDS) اور علمی و نظریاتی مباحث پر مبنی " ذہنی تعیّشات " (INTELLECTUAL LUXURY) یا پیشہ ورانہ تخصص (SPECIALIZATION) کے مقتضیات کے

درمیان فرق کرنے کے قائل نہیں۔

اس وقت بازار میں "عربی سکھانے والی" کتابوں کی کمی نہیں تاہم ان میں سے (۱) بعض کا مقصد صرف "عربی بول چال" سکھانا ہے۔ یہ "دبئی" جانے والوں کے لئے مفید ہوں تو ہوں مگر ان کا ہمارے مقصد ـــ یعنی "قرآن فہمی کے لئے عربی" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) بعض کتابوں کا مقصد قواعد زبان سکھانا تو ہے (جو فہم قرآن والی عربی کے لئے ضروری ہیں) مگر ان میں سے اکثر میں مشق اور ترجمہ کا سامان نہ ہونے کے برابر ہے جس سے ان کی تعلیمی افادیت کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ قواعد بغیر مشقوں اور جملوں اور عبارتوں (ترجمتین) کے ذہن میں جاگزین نہیں ہو سکتے ـــ اور اسی زمرے میں آتی ہیں ہمارے درس نظامی میں متداول صرف و نحو کی معروف نصابی کتابیں، جن سب میں ـــ میزان و منشعب سے لے کر فصول اکبری تک ـ اور نحو میر سے لے کر ملا جامی تک ـــ بلکہ اوپر تک ـــ ہر جگہ قواعد زبان کو مجرد علمی اور نظری (THEORATICAL) انداز میں پڑھانے کا غیر فطری طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ گویا، بقول مولانا ابوالحسن علی ندوی "پیراکی کا فن پانی سے باہر سکھایا جاتا ہے۔"

(۳) قواعد زبان پر کسی حد تک ـــ اگرچہ ترجمتین کے بغیر ـــ سامانِ مشق والی بعض عمدہ کتابیں (مثلاً النحو الواضح) عربی زبان میں موجود ہیں تاہم اردو یا انگریزی دان اور وقت کی کمی کے "شکار" مبتدی کے لئے یہ بھی بے سود ہیں۔

(۴) بعض کتابوں کا مقصد ترجمہ اور انشاء (مضمون نویسی) کی استعداد پیدا کرنا ہے (مثلاً معلم الانشاء) ـــ ان میں ضروری نحوی قواعد کی ترجمتین کے ذریعے مشق کا تو بہت عمدہ مواد موجود ہے مگر صرفی مباحث (خصوصاً تعلیلات) سے یکسر صرف نظر کر لیا گیا ہے۔ غالباً اس مفروضہ پر کہ یہ چیزیں طالب علم پہلے پڑھ چکا ہے۔ نیز عربی انشاء پردازی "فہم قرآن والی عربی" کا لازمی حصہ بھی نہیں ہے۔

○ ان تمام امور کو ذہن میں رکھتے ہوئے راقم الحروف کے نزدیک ان اہل علم اساتذۂ عربی کی رائے قابل ترجیح اور اقرب الی الصواب ہے، جو عربی زبان اور اس کے قواعد کی تعلیم کے لئے جدید اور عملاً زیادہ مفید طریقہ تعلیم پر مبنی کتابوں کے ذریعے تدریس کے حق میں ہیں۔ خوش

قسمتی سے ایسی متعدد مفید تالیفات بھی معرض وجود میں آچکی ہیں جن کو بہتر متبادل نصابی کتابوں کے طور پر استعمال کرنے سے "کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ" بہتر نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس "نصاب جدید کی ضرورت" کے تحت ایسے تعلیم یافتہ طالب علم کے لئے جو کسی حد تک اردو انگریزی کی گرامر سے آشنا ہے اور جو درست اور رواں ناظرہ قرآن پڑھ سکتا ہے یعنی مشکول عربی عبارت کی قراءت (READING) پر قادر ہے [۱] — ایسے طالب عربی کے لئے عربی زبان کی تدریس کا آغاز کسی اچھے مشکول عربی ریڈر سے کرنا چاہئے۔ سب سے پہلے حکومت پاکستان۔ وزارت تعلیم۔ کی تیار کردہ لازمی عربی کی کتاب "لغۃ الاسلام" کے پہلے دو حصے (چھٹی اور ساتویں جماعت والے) ایک یا ڈیڑھ مہینے میں صرف ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیئے جائیں۔ اس کے بعد دکتور امین المصری مرحوم کی کتاب "طریقہ جدیدہ" شروع کرا دی جائے — (یا اس کے بدل کے طور پر محمد بشیر کی "اقرأ" سے بھی "کام چلایا" جاسکتا ہے) — یہ ریڈر — اور خصوصاً "طریقہ جدیدہ" — لغۃ فصحی میں بول چال سکھانے بلکہ ذوقِ انشاء کے بیج بونے کا کام بھی دے سکتے ہیں — دو مہینے بعد ریڈر کے ساتھ ساتھ قواعد زبان کی تدریس کے لئے عبدالستار خاں کی "عربی کا معلم" استعمال کی جائے — کم از کم دو ڈھائی گھنٹے (تین پیریڈ) روزانہ کی تدریس سے کم و بیش ایک سال میں طریقہ جدیدہ (تینوں حصے) اور عربی کا معلم (چاروں حصے) ختم کرائے جاسکتے ہیں اور اس سے طالبعلم کے ذخیرۂ الفاظ میں خاطر خواہ اضافے کے علاوہ گزشتہ صفحات میں مجوزہ نصاب کا بیشتر حصہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ طالب علم میں معجم (عربی ڈکشنری) استعمال کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے اور بہتر یہ ہو گا کہ عربی سے عربی ڈکشنری کے استعمال کی عادت ڈالی جائے۔

---

۱ — برصغیر میں انگریزوں سے پہلے بلکہ ان کے زمانے میں بھی دینی مدارس میں عربی صرف و نحو کی تعلیم کے لئے فارسی دان "قرآن خوان" ہونا بنیادی ضرورت سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ عام تعلیم کا آغاز اولاً قرآن پڑھنے۔ بلکہ حفظ کرنے — سے اور پھر فارسی پڑھنے سے ہوتا تھا۔ درس نظامی کی بیشتر ابتدائی نصابی کتابوں میں فارسی کو ہی ذریعہ تعلیم سمجھا گیا ہے۔ اب اردو تراجم و حواشی فارسی عربی کی جگہ لے رہے ہیں۔

اس استعداد کو مزید بڑھانے کے لئے چاہیں تو اگلے مرحلہ میں :-

○ ــــ مزید "درسیہ" (ریڈر) کے طور پر ابوالحسن علی ندوی کی "قصص النبیین" (پانچوں حصے)۔

○ ــــ قواعد نحو کے اعادہ کے لئے "النحو الواضح" یا شوقی ضیف کی "تجدید النحو" ــــــ اور

○ ــــ علم الصرف کی مزید مشق کے لئے السورتی کی "علم الصرف" یا امرتسری کی "کتاب الصرف" ــــــ اور صرف کبیر (خصوصاً غیر صحیح) کی تمرین کے لئے چرتھاولی کی "علم الصرف" (آخرین) یا شرتونی کی "جداول تصریف الافعال" ــــــ اور

○ ــــ ترجمہ وانشاء کے لئے ندوۃ العلماء کی "معلم الانشاء" (پہلے دو حصے) بھی پڑھ لئے جائیں تو بہت نفع ہو گا ــــ اور عربی کی بنیادی استعداد پختہ ہو جائے گی۔

تاہم صرف "طریقہ جدیدہ" (تینوں حصے) اور "عربی کا معلم" (چاروں حصے) سمجھ کر ــ سبقاً سبقاً ــ تمام مشقوں اور تمرینات کے ــ عملی کام کے ــ ساتھ پڑھ لینے سے بھی طالب علم وہ تمام صرفی اور نحوی قواعد پڑھ لیتا ہے جس کے بعد "لغات واعراب قرآن" سمجھانے کا کام شروع کیا جاسکتا ہے۔ کتاب "عربی کا معلم" اپنی بعض خامیوں اور نقائص کی بناء پر محتاجِ اصلاح وترمیم ہونے کے باوجود' اس وقت عربی زبان کو قواعد صرف و نحو کی بناء پر سکھانے والی ــــ بازار میں دستیاب کتابوں میں سے غالباً واحد کتاب ہے جس میں صرفی و نحوی قواعد کے قریباً مکمل بیان کے ساتھ ساتھ تمرین اور ترجمتین کے ذریعے نسبتاً زیادہ سامانِ مشق موجود ہے ــــ اور ساتھ "کلید" کی فراہمی کی بناء پر یہ کتاب بڑی حد تک "خود آموزی" کے تقاضے بھی پورے کرتی ہے۔ اس کتاب کی تدریس میں کوئی بھی سمجھدار استاد' اس کے اسباق کی ترتیب میں مناسب ردوبدل کر لینے سے 'بہترین نتائج حاصل کر سکتا ہے ــــ اور کوئی بھی اچھا طالب علم اس کتاب کو ایک دفعہ کسی استاد سے پڑھ لینے کے بعد از خود ــــ اور بذریعہ کلید ــــ اس کا اعادہ کرنے اور اس میں سے دوبارہ گزر جانے سے کم از کم قواعدِ صرف و نحو کی حد تک اپنی "عربی دانی" میں استحکام پیدا کر سکتا ہے۔ اور جب

تک اللہ کا کوئی بندہ اس کتاب (عربی کا معلم) کے ہی اسلوب پر، مگر اس سے بہتر ترتیب و تدریج اور بہتر مواد کے ساتھ کوئی "نیا معلم عربی" شائقین کو مہیا نہیں کر دیتا، اس وقت تک اس کو ہی بنیادی نصابی کتاب کے طور پر استعمال کرتے رہنا یقیناً فائدہ مند ہے۔ کسی آدمی کی "عربی دانی" کا سب سے بڑا معیار یا ثبوت یہ ہے کہ وہ کسی غیر مشکول عربی عبارت ــــ خصوصاً شعر ــــ کو درست پڑھ سکتا ہو ــــ بلکہ ایک لحاظ سے اتنی استعداد پیدا کر لینا انشاء پردازی پر قدرت رکھنے سے بھی مشکل ہے۔ اس لئے کہ اس میں ــــ یعنی غیر مشکول عربی عبارت یا کتاب کو درست پڑھنے میں ــــ کلمات کی بِنائی اور اعرابی حرکات کو نظر پڑتے ہی فوراً سمجھ جانے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ورنہ عبارت یا کلمات کے غلط تلفظ ــــ اور غلط قراءت کا امکان یا خطرہ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ عرب ریڈیو اسٹیشنوں سے نشرۃ الاخبار (خبریں) پڑھتے ہوئے جلدی میں عبارت غلط پڑھ کر ــــ معذرت کر کے ــــ "خبر خواں" کو عبارت دوہراتے ہوئے سننے کا اتفاق بھی ہوا ہے ــــ عربی عبارت لکھتے وقت کلمات کے درست تلفظ سے زیادہ ان کے درست معنی اور درست استعمال پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس کا نمونہ تو آپ اردو میں بھی ــــ "دیکھ" سکتے ہیں۔ بعض لوگ اچھی خاصی ادیبانہ عبارت لکھ سکنے کے باوجود اپنے ہی استعمال کردہ ــــ اور درست استعمال کردہ ــــ کلمات کے درست تلفظ سے آگاہ نہیں ہوتے۔ دراصل کسی بھی زبان کی تعلیم سے نہ تو ہر آدمی کا مقصد ادیب بننا ہوتا ہے اور نہ ہر آدمی کے لئے ایسا ممکن ہی ہے۔ بنیادی مسئلہ زبان کے ذخیرۂ الفاظ ــــ بلکہ اس سے بھی زیادہ زبان کے قواعدِ صرف و نحو (گرامر) پر اتنی دسترس کا ہونا ہے جس کی بناء پر آدمی اس زبان کی کوئی کتاب پڑھ اور سمجھ سکتا ہو۔ دنیا کی دوسری بہت سی زبانوں میں ــــ جن میں حروفِ علت یا "صائت حروف" (VOWELS) حرکات کا کام دیتے ہیں ــــ ایسی زبانوں میں تو ممکن ہے کہ کسی عبارت کو سمجھے بغیر ہی بڑی حد تک درست پڑھا جا سکتا ہے۔ مگر عربی زبان میں "حروفِ حرکت" نہ ہونے کی وجہ سے معنی سمجھے بغیر عبارت کا درست پڑھنا ناممکن ہے۔

تاہم قرآن کریم کا معاملہ جدا ہے۔ یہاں تمام عبارت مشکول (مکمل حرکات کے ساتھ) ہوتی ہے۔ لہٰذا قواعدِ زبان کا علم، قرآن کریم کے معنی سمجھنے میں سہولت کا باعث بنتا

ہے ــــــ اور قرآنی کلمات کے مشکول ہونے کی بناء پر خود قرآن کریم کے ذریعے ہی قواعدِ زبان کی مشق اور تمرین کا موقع مل جاتا ہے۔ ہماری اس زیر تالیف کتاب (لغات واعراب قرآن) میں یہی اصول مدنظر رکھا گیا ہے کہ قواعد زبان کی بناء پر نص قرآنی کا براہ راست فہم حاصل کیا جائے ــــ اور قرآن کریم کی عبارات اور اس کے کلمات کی صرفی نحوی توضیح کے ذریعے قواعدِ زبان ــــ صرف و نحو کے مسائل ــــ کی مشق اور ان کے اعادہ اور یاددہانی کا عمل جاری رکھا جائے۔ گویا ہمارا اشعار (MOTTO) یہ ہے کہ ــــ "عربی سیکھئے ــــ قرآن کے لئے۔ قرآن کے ذریعے" امید ہے کہ اس کتاب کے ذریعے عربی زبان کی صرف و نحو کا نسبتاً زیادہ مدت تک مطالعہ کرنے والوں ــــ مثلاً درس نظامی کے موقوف علیہ یا اس سے کچھ کم تک تعلیم یافتہ حضرات ــــ کو اپنا علم (صرف و نحو)، فہم قرآن میں استعمال کرنے کا موقع ملے گا ــــ اور نسبتاً کم وقت میں قواعدِ زبان سیکھنے والوں ــــ اور لہٰذا ــــ تمام قواعد کو پوری طرح ذہن نشین نہ کر سکنے والے حضرات ــــ خصوصاً ہمارے مجوزہ نصاب سے کم از کم ایک دفعہ "گزر جانے والے" حضرات ــــ کو اس کتاب کے ذریعے قواعد زبان کو ذہن میں جاگزین کرنے کے لئے بتکرار "مشق و اعادہ" کا موقع میسر آئے گا۔ صرفی قواعد کا بیان "اللغۃ" میں اور نحوی قواعد کا بیان "الاعراب" میں۔

○ ــــ "لغات و اعراب قرآن" کے اس بیان کے ساتھ ساتھ اس کتاب کے ذریعے اصحاب شوق اور ارباب ذوق کو دو ایسے قرآنی علوم سے متعارف کرانے کی کوشش بھی کی گئی ہے، جو اگرچہ فہم قرآن کے لئے تو ضروری نہیں ہیں، مگر قرآن کریم کی درست کتابت اور درست قراءت کا انحصار ان ہی دو علوم پر ہے ــــ اور یہ ہیں "علم الرسم" اور "علم الضبط" ــــ علم الرسم کا مقصد کلمات قرآن کے صحیح طریقِ املاء اور ان کے درست ہجاء (SPELLING) کا تحفظ ہے۔ اور علم الضبط کی غایت ــــ حروف پر حرکات (زبر، زیر، پیش، شد، سکون) ڈال کر، عربی زبان اور اس کے قواعد کو نہ جاننے والے آدمی کو بھی، قرآن کریم کی درست قراءت ــــ ناظرہ قرآن خوانی ــــ کے قابل بنانا ہے۔ اور اسی علم کی بناء پر ہی دنیا بھر میں لاکھوں ــــ بلکہ کروڑوں مسلمان عربی زبان نہ جاننے ــــ بلکہ اپنی مادری زبان میں بھی لکھنا پڑھنا تک نہ جاننے ــــ کے باوجود قرآن مجید کو اس انداز میں

پڑھ سکتے ہیں کہ گویا وہ اس کو سمجھ کر پڑھ رہے ہیں۔

علم الرسم کی بنیاد یہ ہے کہ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کو اسی ہجاء اور طریق املاء کے مطابق لکھا جائے' جو خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں تیار کردہ ــــ اور شائع کردہ ایڈیشن کے ــــ مصاحف (نسخہ ہائے قرآن) میں اختیار کیا گیا تھا[۱]۔ اور دراصل یہ مصاحف عہد نبویؐ میں رائج خط اور طریق املاء و ہجاء کے مطابق ہی لکھے گئے تھے۔ اس لئے کہ ان کی تیاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ۱۵۔ ۲۰ سال بعد ہی عمل میں آئی تھی۔ اور ان کی کتابت میں اہم کردار بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تھا ــــ جنہوں نے عہد نبویؐ میں بھی کتابتِ وحی کا کام کیا تھا اور عہد صدیقی میں قرآن مجید کو بصورت صحف (چھوٹے چھوٹے اجزاء میں) لکھنے میں بھی ان کا بڑا حصہ تھا۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ عربی زبان کے عام طریق املاء میں بعض اصلاحات یا تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ مگر قرآن کریم کے لئے اسی پرانے اور اصلی طریقِ املاء ــــ جسے اب رسم عثمانی یا رسم المصحف کہا جاتا ہے ــــ کو ہی برقرار رکھا گیا۔ اس مقصد کے لئے اس علم ــــ علم الرسم ــــ پر متعدد اہم کتابیں تالیف کی گئیں ــــ جن کی بنیاد مصاحفِ عثمانی کے دقیق تقابلی مطالعہ اور مشاہدہ پر رکھی گئی تھی۔

بعض خاص حالات اور اسباب کی بناء پر مشرقی اسلامی ممالک ــــ مثلاً ترکی' ایران اور برصغیر میں رسم عثمانی کی خلاف ورزی کا ارتکاب عام ہو گیا ہے اور اب اس غلطی کا ازالہ نہایت ضروری ہے۔ قرآنی رسم الخط یا رسم عثمانی کا مسئلہ آج کل خصوصاً اس لئے بھی اہم ہو گیا ہے کہ بعض عرب ممالک (خصوصاً سعودیہ) نے حکومت پاکستان کی توجہ اکثر پاکستانی مصاحف (مطبوعہ) میں رسم عثمانی کی بکثرت مخالفات اور اغلاط کی طرف مبذول کرائی ہے ــــ اور اس میں بڑی حد تک صداقت بھی ہے۔ حکومت پاکستان ازروئے آئین پاکستانی ناشرانِ قرآن کو درست کتابت (جس میں رسم عثمانی کا التزام بھی شامل ہے) کے ساتھ

---

[۱] ان مصاحف کی تیاری ایک معروف تاریخی واقعہ ہے۔ جس کی تفصیلات اس وقت موضوع بحث نہیں۔ مگر جن کو تاریخ اسلام یا تاریخ علم الرسم کی کسی کتاب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اشاعتِ قرآن کا پابند کرنے کی ذمہ دار ہے ــــ مگر عجیب بات ہے کہ اس معاملے میں حکومت اور ناشرینِ قرآن ــــ دونوں ہی ــــ رسم عثمانی یا رسم مصحف کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ بہت سے عرب اور افریقی ممالک میں اشاعتِ قرآن حکومت کی نگرانی میں ہوتی ہے اور وہاں رسمِ عثمانی کے التزام کی قانونی پابندی موجود ہے۔ ساتھ ہی قرآن کریم کے کاتبوں اور ناشروں کی رہنمائی کے لئے رسمِ عثمانی کے موضوع پر عربی زبان میں متعدد اہم تالیفات موجود ہیں۔ مثلاً عرب اور افریقی ممالک میں رسم المصحف کے سلسلے میں زیادہ تر عثمان بن سعید الدانی الاندلسی (ت۔ ۴۴۴ھ) کی "المقنع" اور اس کے شاگرد ابو داؤد سلیمان بن نجاح الاندلسی (ت۴۹۶ھ) کی "التنزیل فی ہجاء المصاحف" پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ (مؤخر الذکر کتاب ابھی تک کہیں طبع نہیں ہوئی البتہ اس کے مخطوطات موجود ہیں)

اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی تالیف موجود نہیں ہے ہم نے اپنی اس کتاب میں "لغات و اعراب" کی بحث کے ساتھ ساتھ کلماتِ قرآن کی رسم عثمانی کے مطابق درست املاء کے طریقے سے بھی بحث کی ہے اور متفق علیہ یا مختلف فیہ رسم کا ذکر بھی کیا ہے اس مقصد کے لئے کتاب میں "اللغة" اور "الاعراب" کی طرح ایک مستقل عنوان "الرسم" بھی مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور اس عنوان کے تحت رسمِ عثمانی کے لئے بعض دفعہ اس کے دوسرے اصطلاحی نام مثلاً "رسم قرآنی" یا "رسم المصحف" یا "ھجاء المصحف" بھی استعمال کئے گئے ہیں ــــ اسی طرح مقابلہ اور موازنہ کے لئے عربی کے عام طریقِ املاء و ہجاء کا ذکر "رسمِ املائی"، "رسمِ معتاد" یا "رسمِ قیاسی" کے نام سے کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں ہم نے ایشیائی اور افریقی ممالک (مثلاً سعودیہ، شام، مصر، تونس، لیبیا، مراکش، نائیجیریا، غانا، ترکی، ایران اور برصغیر پاک و ہند) کے عام مطبوعہ مصاحف اور رسم عثمانی پر مبنی واحد پاکستانی مصحف (مولوی ظفر اقبال مرحوم کا مرتبہ "تجویدی قرآن") کے علاوہ علم الرسم کی حسب ذیل کتابوں سے براہ راست استفادہ بھی کیا ہے۔ (۱) الدانی کی "المقنع" (۲) المارغنی کی "دلیل الحیران" (جو الخراز کی مورد الظمآن فی رسم احرف القرآن کی شرح ہے) (۳) ابو زینحار کی "لطائف البیان" (یہ بھی الخراز کی

مختصر شرح ہے) (۴) ابن القاصح کی "تلخیص الفوائد" (جو شاطبی کے قصیدہ رائیہ — العقیلہ — کی شرح ہے)۔ (۵) الضباع کی "سمیر الطالبین" (جو بقول مؤلف المقنع 'التنزیل اور العقیلہ کے مسائل کا خلاصہ ہے) اور (۷) ارکاٹی کی "نثر المرجان فی رسم نظم القرآن (یہ کتاب برصغیر کے ایک عالم کی تالیف ہے اور عربی زبان میں ہے)۔ رسم عثمانی کے مسائل کو بزبان اردو پیش کرنے اور وہ بھی ایک ایک کلمہ کو زیر بحث لانے کی سعادت (غالباً) پہلی دفعہ ہم اپنی اس کتاب (اعراب ولغات قرآن) کے ذریعے حاصل کر رہے ہیں۔

○ — علم الضبط کا مختصر قصہ یوں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ والے مصاحف نہ صرف حرکات (زبر' زیر' پیش) سے معرّی تھے بلکہ اعجام (نقطوں کے ذریعے مشابہ حروف مثلاً د اور ذ کی پہچان) سے بھی خالی تھے۔ جب غیر عرب مسلمانوں کی تعداد بڑھی تو قرآن کریم کی درست قراءت کیلئے علاماتِ اعجام اور علامات ضبط — یعنی حرفوں کے نقطے اور ان پر حرکات کی علامات — ایجاد کی گئیں۔ پھر ان علامات میں اصلاح اور اضافہ کا عمل جاری رہا — بلکہ اب تک جاری ہے' اور اس علم کی اپنی ایک طویل تاریخ ہے۔ مختلف ملکوں اور زمانوں میں مختلف علامات ضبط ایجاد ہوتی اور استعمال ہوتی رہیں اور ہو رہی ہیں۔ ہر ملک کا مسلمان بچپن میں ہی اپنے ہاں رائج طریق ضبط کی تعلیم (بذریعہ قرآنی قاعدہ) کی بناء پر' قرآن کریم ناظرہ درست پڑھ لیتا ہے۔ مگر کسی دوسرے ملک میں رائج مختلف اور ناآشنا طریق ضبط کے مطابق قرآن پڑھنا اس کے لئے دشوار ہوتا ہے۔

آج کل سعودیہ میں غیر عرب ملکوں خصوصاً برصغیر پاک وہند سے مصاحف کی درآمد — رسم عثمانی کی خلاف ورزی کی بناء پر — ممنوع ہے۔ بلکہ حاجیوں کو اپنا نسخۂ قرآن مسجد کے اندر لے جانے کی اجازت ہی نہیں دی جاتی اور یوں عملاً ہر ایک آدمی کو صرف سعودی حکومت کے مطبوعہ مصحف (جس کی بھاری مقدار حرمین شریفین میں رکھ دی گئی ہے' بلکہ حاجیوں میں مفت تقسیم بھی کیا جاتا ہے) سے ہی تلاوت کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ جس کے طریق ضبط سے ناواقفیت کی بناء پر لوگ درست قراءت ہرگز نہیں کر سکتے اور یہ سعودی حکومت یا اس کے مشیر علماء کا غیر دانشمندانہ بلکہ متعصبانہ اور جاہلانہ اقدام ہے۔

اس لئے کہ علم الرسم کے التزام کو تو ایک طرح کی تقدیس حاصل ہے اور وہ چودہ سو سال سے یکساں چلا آتا ہے مگر علم الضبط کا معاملہ مختلف ہے اور علاماتِ حرکات تو گذشتہ چودہ صدیوں میں اور متعدد اسلامی ممالک میں ہمیشہ اصلاح و ترمیم اور حک و اضافہ کے عمل سے گزرتی رہی ہیں، لہٰذا کسی ایک ملک کے "ضبط" کو "رسم" کے برابر اہمیت دینا حماقت ہے ـــ آج کے اسلامی ممالک کے مطبوعہ مصاحف میں موجود علاماتِ ضبط کے اسی فرق کو سمجھانے کے لئے ہم نے اس کتاب میں "الضبط" عنوان کے تحت قارئین کے سامنے ایک ہی کلمہ ـــ اور بلحاظ رسم متفق علیہ اور یکساں مکتوب کلمہ کے مختلف طریقہ ہائے ضبط کی مثالیں پیش کی ہیں۔ ممکن ہے اس کے ذریعے قاری کو کسی دوسرے ملک ـــ خصوصاً سعودیہ ـــ کے مطبوعہ مصحف سے بھی تلاوت کرنا آسان ہو جائے۔ اس مقصد کیلئے کتاب میں ایک ہی کلمہ کو مختلف طریق ہائے ضبط کے مطابق ـــ الگ الگ لکھ کر ـــ مضبوط کیا گیا ہے تاکہ قاری پر باہمی فرق واضح ہو جائے اور ساتھ ہی کہیں کہیں کسی ملک کے ضبط کا قاعدہ کلیہ بھی بیان کر دیا ہے تاکہ بار بار کی تکرارِ کتابت کی ضرورت نہ رہے ـــ خیال رہے کہ علم الرسم کی طرح علم الضبط پر بھی مستقل تالیفات موجود ہیں بلکہ مصر کے دینی مدارس ـــ خصوصاً الازہر کی مرحلہ ثانیہ کی جماعتوں میں اس علم کی تدریس داخل نصاب ہے۔ راقم الحروف کے سامنے الدانی کی "المحکم فی نقط المصاحف"، التنسی کی "الطراز فی شرح ضبط الخراز" (مخطوطہ کا فوٹو سٹیٹ) احمد ابو زیتحار کی "السبیل الی ضبط کلمات التنزیل" اور علی محمد الضباع کی "سمیر الطالبین" (جس کا آخری حصہ ضبط سے متعلق ہے) ـــ موجود تھیں مگر اس معاملے میں زیادہ مدد مختلف ملکوں کے مصاحف سے لی گئی ہے۔ اس لئے کہ مذکورہ بالا کتابیں زیادہ تر عرب اور افریقی ممالک میں رائج طریق ضبط کی بات کرتی ہیں ـــ مشرقی ممالک کے ضبط پر کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ ماسوائے "تجویدی قرآن" مطبوعہ پاکستان کے مقدمہ کے جس میں اس مصحف کے طریقِ ضبط کو متعارف کرایا گیا ہے۔ کتاب کے عنوان "الضبط" کے تحت مختلف ممالک کے مصاحف میں سے طریقِ ضبط کا ذکر یا اس کا نمونہ حسب ذیل ترتیب کے مطابق آئے گا۔ (۱) برصغیر پاک و ہند کا عام ضبط (۲) تجویدی قرآن (پاکستانی) (۳) ترکی (۴) ایران (۵) عرب ممالک (مصر، سعودیہ، شام، ان سب کا ضبط یکساں ہے) (۶)

افریقی ممالک (تونس، مراکش، نائیجریا، لیبیا وغیرہ ان سب میں انداز خطاطی اور "اسلوب قلم" کے فرق کے باوجود طریق ضبط یکساں بلکہ بیشتر عرب ممالک کے ضبط سے مماثل ہے)
(۷) چین (۸) دیگر ممالک۔

اگر کسی کلمہ میں اختلاف ضبط کا باعث اختلاف قراءت ہے (مثلاً ورش، قالون یا الدوری کی قراءات جو افریقی ممالک میں رائج ہیں اور ان کے مطابق لکھے گئے مطبوعہ مصاحف بھی دستیاب ہیں) تو اسے نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں بحث اعراب کی طرح ضبط کے معاملے میں بھی صرف قراءتِ حفص عن عاصم پر اختصار کیا گیا ہے۔

کتاب میں آیاتِ سور کو مختلف "قطعات" میں تقسیم کر کے ہر قطعہ کی گنتی (PARAGRAPHING) کا ایک خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے جس میں سب سے پہلے سورۃ کا نمبر، پھر اس سورۃ کے زیر مطالعہ "قطعہ آیات" (جو ایک یا ایک سے زیادہ آیات پر مشتمل ہوگا) کا مسلسل ترتیبی نمبر اور اس کے بعد "اللغۃ" عنوان کیلئے (۱) "الاعراب" کیلئے (۲) الرسم کیلئے (۳) اور "الضبط" کیلئے (۴) نمبر ہوگا۔ اور یہ نمبر سطر کے دائیں طرف حاشیہ میں یا حاشیہ سے شروع کر کے اس طرح لکھے جائیں گے مثلاً ۲ : ۲ : ۳ کا مطلب ہوگا سورۃ البقرہ کے دوسرے قطعہ آیات میں بحث الرسم اسی طرح ۲ : ۳ : ۲ کا مطلب ہوگا سورۃ البقرہ کے تیسرے قطعہ میں بحث الاعراب وہکذا۔۔۔

پیراگرافنگ کا یہ طریقہ آگے چل کر کسی گذشتہ بحث کی طرف اشارہ یا حوالہ کا کام دے گا۔ کتاب میں قرآن کریم کی ترتیبِ تلاوت کے مطابق ہر سورت کا آیت بآیت لفظ بلفظ مطالعہ کرنے کیلئے طریق کار یہ اختیار کیا گیا ہے کہ اولاً زیر مطالعہ آنے والا ایک "قطعۂ آیت" بطور عنوانِ بحث لکھا گیا ہے۔ جس میں نص قرآنی کا کچھ حصہ۔۔۔ جو کم از کم ایک آیت (یا اس سے زیادہ) پر مشتمل اور فی نفسہ ایک مستقل مفہوم کا حامل ہو۔۔۔ درج کیا گیا ہے۔۔۔ اس کے بعد اس "قطعہ آیات" یا قرآنی عبارت کے ایک ایک لفظ پر باری باری چار مقررہ عنوانات (۱۔ اللغۃ، ۲۔ الاعراب، ۳۔ الرسم، ۴۔ الضبط) کے تحت بحث کی گئی ہے۔

پہلی دفعہ (یعنی بطور عنوانِ بحث) لکھتے وقت قرآنی نص (عبارت) عام پاکستانی مصاحف کی بہترین نمائندگی کرنے والے مصحف یعنی انجمن حمایت اسلام، لاہور کے مطبوعہ

نسخہ قرآن کے مطابق لکھی گئی ہے اور قطعہ آیات کی اس بطور عنوان کتابت میں ضبطِ کلمات کا بھی عام پاکستانی (برصغیری) طریقہ استعمال کیا گیا ہے' البتہ اگر اس میں رسم عثمانی کی مخالفت والی کوئی غلطی ہے تو اسے درست کر کے لکھا گیا ہے اور "بحث الرسم" میں اس قسم کے اختلافات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اس سے پاکستانی مصاحف میں رسم عثمانی سے متعلق اغلاط اور ان کی نوعیت کا بھی پتہ چل سکتا ہے ـــ ضبط کا تقابلی مطالعہ آخر پر کیا گیا ہے۔

"قطعہ آیات" کی کتابت کے بعد "عنواناتِ اربعہ" کے تحت بحث کرتے وقت قرآنی کلمات عام عربی املاء (رسم معتاد) کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ جس طرح دار المعرفہ، بیروت کے (۱۹۸۳ء) والے نسخہ تفسیر جلالین میں کیا گیا ہے جو مصحف برسم عثمانی کے حاشیے پر چھپی ہے۔ مگر حاشیے میں وارد آیات کے اجزاء کو رسم املائی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

○ ـــ اصحابِ ذوق اور اہل علم کے لئے کتاب میں "شمارِ آیاتِ قرآن" کے بارے میں معلومات کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ ـــ اختلافِ قراءات کی طرح قرآن کریم کی آیات کی گنتی کیلئے بھی سات مختلف روایات یا طریقے ہیں۔ جو ائمہ قراءات کی طرح اس فن (عدّ آیات) کے ائمہ کی طرف منسوب ہیں۔ اسے علم الفواصل کہتے ہیں اور اس فن کی مستقل تالیفات بھی ہیں اور قراءات کی بڑی کتابوں میں بھی اس مقصد کیلئے مستقل ابواب اور فصول یا ابحاث موجود ہیں ـــ شمار آیات کے ان طریقوں کو (۱) المدنی الاول (۲) المدنی الاخیر یا الثانی (۳) المکی (۴) البصری (۵) الدمشقی (۶) الحمصی اور (۷) الکوفی (طریقہ) کہا جاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے نزدیک قرآنی آیات کی کل تعداد علی الترتیب یوں ہے (۱) ۶۲۱۷ (۲) ۶۲۱۴ (۳) ۶۲۱۰ (۴) ۶۲۰۴ (۵) ۶۲۲۷ (۶) ۶۲۳۲ اور (۷) ۶۲۳۶۔ خیال رہے کہ اس اختلافِ شمار کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بعض نے کچھ آیات چھوڑ دی ہیں اور بعض نے لے لی ہیں ـــ بلکہ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ آیت ختم کہاں ہوتی ہے؟ ـــ چونکہ آیات کا تعین اجتہادی نہیں بلکہ توقیفی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت پر مبنی ہے اس لئے اس میں فہمِ راوی کی وجہ سے اس اختلاف کا ہونا ناگزیر تھا۔

دنیا کے مختلف اسلامی ملکوں کے مصاحف میں شمار آیات کے مختلف طریقے رائج

ہیں ___ مصر اور تمام ایشیائی ممالک میں شمار آیات کا کوفی طریقہ رائج ہے ___ اور صرف برصغیر میں مزید یہ رواج بھی ہے کہ غیر کوفی آیت پر "ۃ" کا نشان ڈالتے ہیں۔ تاہم اسے گنتی میں شمار نہیں کیا جاتا۔ بعض پاکستانی مصاحف میں کہیں غلطی سے آیت (کوفی) سمجھ کر نمبر بھی ڈال دیا گیا ہے۔ یا غلطی ہی سے بعض جگہ "ۃ" کا غیر کوفی آیت والا نشان ڈال دیا ہے ___ حالانکہ وہاں کسی طریقے سے بھی آیت ختم نہیں ہوتی۔ اس قسم کی اغلاط کی اسی آخری حصۂ بحث میں نشاندہی کر دی گئی ہے۔

ہم نے کتاب میں برصغیر والے اس ___ غیر کوفی آیت کی نشاندہی کرنے کے ___ طریقے کا اتباع کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ کس جگہ شمارِ آیت متفق علیہ ہے اور کہاں اختلاف ہے؟ اور مذکورہ بالا سات "اصحاب شمار" میں سے کس کس نے کہاں کہاں اختلاف کیا ہے؟ اس بارے میں ہماری معلومات کا مصدر البنّاء کی "اتحاف فضلاء البشر" اور عبدالفتاح قاضی" کی "نفائس البیان" ہیں بہر حال کتاب میں آیات کی گنتی کوفی طریقۂ شمار کے مطابق ہی کی گئی ہے اور آیت کا نمبر شمار (سورت وار) ہر آیت کے اختتام پر درج کیا گیا ہے۔ اس موضوع (عدّ آیات) کیلئے کوئی الگ عنوان مقرر نہیں کیا گیا' بلکہ مذکورہ چاروں عنواناتِ بحث کے خاتمے پر زیر مطالعہ "قطعہ آیات" کے بارے میں یہ گنتی والی بات بھی بیان کر دی گئی ہے۔

اس مقدمہ میں ہم نے اپنی اس کتاب ["لغات واعراب قرآن (مع بیان رسم وضبط)"] کے تعارف سے زیادہ عربی زبان کی تدریس کے مختلف رائج طریقوں پر بات کی ہے۔ دراصل قرآن فہمی کیلئے ___ ترجمہ کی لغوی' نحوی بنیادوں کو سمجھ سکنے کی حد تک ___ عربی کے ایک نئے نصاب اور نئے طریقہ تدریس کی شدید ضرورت ہے۔ جس میں جدید تعلیم یافتہ شائقینِ فہم قرآن کی رعایت ہو اور اس میں درجہ تخصص پر زور نہ دیا جائے جو صرف پیشہ ورانہ مہارت کا میدان ہے۔ ہماری آرزو ہے کہ تعلیم عربی اور فہم قرآن کو لازم ملزوم سمجھتے ہوئے دونوں کی اشاعت کیلئے ایک مہم چلائی جائے جس کا نعرہ (SLOGAN) یا شعار (MOTTO) ہو: "عربی سیکھئے ___ قرآن کیلئے' قرآن کے ذریعے"

اور اس مقصد کیلئے اس مقدمہ میں بیان کردہ نصاب اور اس کی تدریس کا نیا طریقہ اس "شعار" کے حصہ اول کے تقاضے پورے کرے گا اور حصہ دوم (قرآن کے ذریعے عربی

سیکھنے) کا کام انشاءاللہ بڑی حد تک ہماری یہ تالیف سرانجام دے سکے گی۔

ان گزارشات کے ساتھ کتاب قارئین کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ ہم اپنے قارئین سے درخواست گزار ہیں خصوصاً اہل علم وفضل سے ___ کہ وہ ہماری کوتاہیوں کی نشاندہی فرمائیں اور اپنے ناصحانہ مشوروں سے ہماری رہنمائی فرمائیں۔ کوئی انسانی کام خطاو سہو سے مبرا نہیں ہو سکتا ___ اور انسانی خطا کی یا تو پردہ پوشی کرنی چاہئے یا اصلاح ___ اس کے علاوہ کوئی تیسرا طریقہ کم از کم کسی اچھے مسلمان کیلئے زیبا نہیں۔

اور آخر پر اللہ عزوجل کے حضور اپنی ان تمام کوتاہیوں اور خطاؤں کی معافی اور مغفرت کا طلبگار ہوں جو اس کی کتاب عظیم (قرآن کریم) کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں مجھ سے سرزد ہوئی ہیں ___ اور امید اور دعا کرتا ہوں ___ (اور اپنے قارئین سے بھی اس دعا کی درخواست کرتا ہوں) کہ اللہ جل شانہ اپنے حبیب خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اس حقیر ترین فرد کی یہ حقیر سی خدمتِ قرآن قبول فرمائے اور اس کتاب کو قارئین کیلئے نفع بخش اور مؤلف کیلئے باقیۂ صالحہ اور صدقۂ جاریہ بنا دے۔ آمین!

خادم القرآن والابرار

___ حافظ احمد یار لاہور

SUBSCRIPTION RATES OVERSEAS

U S A US $ 12/=
c/o Dr Khursid A. Malik
SSQ 810 73rd street
Downers Grove IL 60516
Tel 312 969 6755

c/o Mr. Rashid A. Lodhi
SSQ 14461 Maisano Drive
Sterling Hgts MI 48077
Tel : 313 977 8081

CANADA US $ 12/-
c/o Mr. Anwar H. Qureshi
SSQ 323 Rusholme Rd # 1809
Toronto Ont M6H 2 Z 2
Tel . 416 531 2902

UK & EUROPE US $ 9/=
c/o Mr. Zahur ul Hasan
18 Garfield Rd Enfield
Middlessex EN 34 RP
Tel : 01 805 8732

MID EAST DR 25/
c/o Mr. M. Ashraf Faruq
JKQ P.O. Box 27628
Abdu Dhabi
Tel : 479 192

INDIA US $ 6/=
c/o Mr. Hyder M. D. Ghauri
AKQI 4 -1-444, 2nd Floor
Bank St Hyderabad 500 001
Tel : 42127

K S A SR 25/=
c/o Mr. M. Rashid Umar
P O. Box 251
Riyadh 11411
Tel : 476 8177

JEDDAH (only) SR 25/=
c/o Mr. M.A. Habib
CC 720 Saudia P.O. Box 167
Jeddah 21231
Tel : 651 3140

D.D./Ch. To, Maktaba Markazi Anjuman Khudam ul Quran Lahore.
U B L Model Town Ferozpur Rd Lahore.